



## سوال

(115) مسجد میں آنے سے روکنا اور کفار کا مسجد میں داخل ہونا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک شخص مسجد میں جمعے کی نماز پڑھنے جاتا تھا۔ بعض آدمیوں نے اس کو منع کیا کہ تم اس مسجد میں نماز پڑھنے

مت آؤ۔ جو لوگ خانہ خدا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے منع کرتے ہیں، ان کا حکم اللہ جل شانہ کے نزدیک کیا ہے؟

نماز جمعہ کے ادا ہونے میں فقہ کی کتابوں میں سات شرطیں لکھتے ہیں، ان میں سے ایک شرط اذانِ عام ہے، جیسا کہ اور شرط کے نہ پائے جانے سے جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، مثلاً جماعت اور ظہر کا وقت شرط ہے۔ جماعت اور ظہر کا وقت نہ پائے جانے سے جمعہ درست نہیں ہوگا، اسی طرح اذانِ عام کے نہ پائے جانے سے جمعہ درست ہوگا یا نہیں اور کافروں کو مسجد میں آنے دینا درست ہے یا نہیں؟ مدلل بحوالہ کتب بیان فرمائیں۔

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

: جو شخص خانہ خدا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت سے منع کرے، وہ بہت بڑا ظالم ہے اور دنیا میں اُن لوگوں کے واسطے رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

اللہ جل شانہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے :

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ نَأْتُونَ بِلَاغِ الْفَحْشَىٰ وَالْأَعْتَابِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا [البقرة] 114

”اور کوں ہے بہت ظالم اس شخص سے جو منع کرتا ہے مسجدوں سے اللہ کی، یہ کہ ذکر کیا جائے بیچ ان کے نام اس کا اور سعی کرتا ہے بیچ ویران کرنے ان کے کہ یہ لوگ نہیں لائق تھا واسطے ان کے یہ کہ داخل ہوں ان میں مگر ڈرتے ہوئے، واسطے ان کے بیچ دنیا رسوائی اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا۔“

علامہ ابو سعید بن محمد العمادی حنفی اپنی تفسیر ابو سعید میں اس آیت کے تحت میں فرماتے ہیں :

”وهذا الحكم عام لكل من فعل ذلك في أي مسجد كان، وإن كان سبب النزول فعل طائفة معينة في مسجد مخصوص“ انتهى [1]



یہ کلمہ عام ہے۔ جو شخص جس مسجد سے منع کرے، وہ اس آیت کی وعید شدید میں داخل ہوگا۔ تفسیر مظہری میں ہے :

”إنما أورد لفظ الجمع، وإن كان المنع واقعا على مسجد واحد، لأن الحكم عام، وإن كان المورد خاصا“ انتہی [2]

[اگرچہ یہ ممانعت ایک مسجد سے ہوئی تھی، لیکن اس کے لیے جمع کا لفظ استعمال کیا ہے، کیوں کہ اس کا حکم عام ہے، اگرچہ اس کا سبب خاص ہے]

تفسیر جلالین میں ہے :

”وسعی في خرابها بالهدم والتعطيل، نزلت إجمارا عن الروم الذين خربوا بيت المقدس، أوفى المشركين لما صدقوا النبي صلى الله عليه وسلم عام الحديبية عن البيت“ انتہی [3]

[یعنی اسے گرا اور ویران کر کے خراب کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ آیت رومیوں کے متعلق آگاہ کرنے کے لیے نازل ہوئی، جنہوں نے بیت المقدس کو ویران کر دیا تھا یا مشرکین مکہ کے متعلق، جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ والے سال بیت اللہ جانے سے روک دیا تھا]

امام حافظ الدین عبد اللہ بن احمد النسفی (متوفی ۷۰۱ھ) اپنی تفسیر ”مدارک التنزیل“ میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں :

”وهو حکم عام بجنس مساجد الله، وأن مانعاً من ذكر الله مفرطاً في الظلم، والسبب فيه طرح النصارى في بيت المقدس الأذى، ومنعهم الناس أن يصلوا فيه أو يمنع المشركين رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يدخل المسجد الحرام عام الحديبية، وإنما قيل مساجد الله، وكان المنع على مسجد واحد، وهو بيت المقدس أو المسجد الحرام، لأن الحكم ورد عاماً، وإن كان السبب خاصاً“ انتہی [4]

[یہ حکم ہر مسجد کو شامل ہے اور یقیناً مساجد میں اللہ کے ذکر سے روکنے والا حد درجہ ظالم ہے۔ اس کا سبب نصاریٰ کا بیت المقدس میں گندگی پھینکنا اور لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روکنا ہے یا مشرکین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ والے سال مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکنا ہے۔ آیت میں جمع کا لفظ ”مساجد اللہ“ (اللہ کی مسجدیں) بولا گیا ہے، حالانکہ یہ ممانعت ایک مسجد بیت المقدس یا مسجد حرام سے ہوئی تھی، کیوں کہ یہ حکم عام ہے، اگرچہ اس کا سبب خاص ہے]

خاتم المحدثین والمفسرین مولانا شاہ عبدالعزیز۔ محدث دہلوی۔ قدس سرہ تفسیر ”فتح العزیز“ میں فرماتے ہیں: **أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى ۹ عَمَّا إِذَا صَلَّى ۱۰ سورة العلق**

”کیا دیکھا تو نے اس شخص کو جو منع کرتا ہے اور روکتا ہے بندے کو جب چاہتا ہے کہ نماز پڑھے۔“

”حق بندے کا یہی ہے کہ لپٹنے پروردگار کی عبادت ہاتھ اور پاؤں سے اور دل اور زبان سے بجالائے اور ایسی عبادت جو ان سب باتوں کو جامع ہو، سوائے نماز کے نہیں ہے اور حق خدا کا یہ ہے کہ معبود ہو ہر عبادت میں، پھر اس منع کرنے والے نے بندے کا حق بھی تلف کیا اور خدا کا حق بھی تلف کیا تو اس کی سرکشی اور نافرمانی خدا سے اور اس کے بندوں سے بھی ثابت ہوئی ہے اور یہ شخص ابو جہل تھا۔ کئی مرتبہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے منع کیا تھا، بلکہ یہ کہا تھا کہ اگر میں تجھ کو دیکھوں گا کہ لپٹنے متھے کو زمین پر رکھا ہے تو تیری گردن کاٹ ڈالوں گا۔ ہر چند یہ آیت اس لعین کے حق میں نازل ہوئی، لیکن اب بھی جو شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی سے روکے اور منع کرے، وہ بھی اسی وعید اور برائی میں شامل ہے۔“ انتہی

بے شک جس مسجد میں اذن عام نہ ہو اور جمعہ کی نماز پڑھنے سے کسی کو روک دیا جائے، وہاں جمعہ مطابق مذہب حنفی کے درست نہیں، جیسا کہ اور شروط مثل وقت ظہر اور جماعت وغیرہ کے نہ پائے جانے سے جمعہ کی نماز درست نہیں ہوگی۔ اگر کسی نے ظہر کے وقت سے پہلے یا بغیر جماعت کے جمعہ کی نماز پڑھی تو کسی طرح درست نہیں ہوگی، اسی طرح اذن عام نہ پائے جانے سے بھی درست نہیں۔ درمختار میں ہے: **”ويشترط لصحة الجمعة سبعة أشياء..- السابح: الإذن العام“** [5] انتہی ”جمعہ کے صحیح ہونے کے واسطے سات چیزیں شرط ہیں، ساتویں شرط اذن عام ہے۔“ ”رد المحتار“ حاشیہ درمختار میں ہے :

”قولہ: الإذن العام أي أن يأذن للناس إذا عاماً بأن لا يمنع أحدًا من ليصحب منه الجمعة عن دخول الموضع الذي ليصلي فيه“ [6] انتہی

لوگوں کے واسطے عام اذن دے، بایں طور کہ کسی کو منع نہیں کرے کہ جس سے جمعہ صحیح ہو داخل ہو اس جگہ سے کہ جہاں نماز پڑھی جائے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”ومنها الإذن العام، وهو أن تفتح أبواب الجامع فيؤذن للناس كافة، حتى أن جماعة لو اجتمعوا في الجامع، وأغلقوا أبواب المسجد على أنفسهم، وجمعوا، لم يجز، وكذلك السلطان إذا أراد أن يجمع، يحشمه في داره، فإن فتح باب الدار، وأذن إذا عاماً، جازت صلاته، شهدها العامة ولم يشهدوها، كذاني المحيط“ [7]

”انھی شرطوں میں سے اذن عام ہے، وہ یہ ہے کہ جامع مسجد کے دروازے کو کھول دے اور سب لوگوں کو اذن عام دے، یہاں تک کہ اگر ایک جماعت جمع ہو جائے اور مسجد کے دروازے کو بند کر لیں اور جمعہ کی نماز پڑھیں تو نماز صحیح نہیں ہوگی، اسی طرح جب بادشاہ ارادہ کرے کہ لشکر کے ساتھ اپنے گھر میں جمعہ کی نماز پڑھے، پس اگر گھر کا دروازہ کھول دیا اور سب لوگوں کو اذن عام دیا تو نماز جائز ہوگی، لوگ حاضر ہوں یا نہ حاضر ہوں، ایسے ہی محیط میں ہے۔“

”شرح مواہب الرحمن لأئمة مذهب النعمان“ میں ہے:

”منا الإذن العام وهو أن يفتح أبواب الجامع، ويؤذن للناس، حتى لو اجتمعوا جماعة في الجامع، وأغلقوا الأبواب، وجمعوا لم يجز، وكذا السلطان إذا أراد أن يصلي يحشمه في قصره، فإن فتح بابه، وأذن الناس إذا عاماً، جازت صلاته، شهدتها العامة أولاً، وإن لم يفتح بابه ولم يأذن لهم بالدخول لا يجزئه“ انتہی

[جمعے کی شرطوں میں سے اذن عام (عام اجازت) ہے، یعنی جامع مسجد کے دروازوں کو کھول دے اور لوگوں کو آنے کی اجازت دے، حتیٰ کہ اگر ایک جماعت انھی ہو کر جامع مسجد میں دروازے بند کر کے جمعہ پڑھے تو ایسا جمعہ جائز نہیں ہے، اسی طرح بادشاہ اگر اپنے محل میں اپنے لوگوں کو لے کر نماز پڑھے تو اگر وہ دروازے کھول کر لوگوں کو آنے کی عام اجازت دے تو اس کی نماز صحیح ہے، عام لوگ آئیں یا نہ آئیں، لیکن اگر اپنا دروازہ نہیں کھولتا اور لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا تو اس کا جمعہ نہیں ہوگا]

کافروں کو مسجد میں آنے کی اجازت دینا حنفی مذہب میں درست ہے، جیسا کہ خاتم المفسرین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر ”فتح العزیز“ میں فرماتے ہیں:

”وامام اعظم رحمہ اللہ میگوید کہ در آمدن کافر در ہمہ مساجد درست است زیرا کہ در زمان سعادت نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہمان را گو کافر بودند در مسجد فروکش میکنانیدند چنانچہ وفد ثقیف را و در وفود را و نیز تواتر معلوم است کہ برائے ملاقات آنحضرت علیہ السلام یہودیان و نصاریٰ و مشرکی بے طلب اذن و پرواگی در مسجد می آمدند و می نشستند و شامہ بن اہمال حنفی را آنحضرت علیہ السلام در حالت کفر بستونے از ستونہائے مسجد بستہ گزارشتہ بودند و ناسخ این عمل مستمر آنحضرت علیہ السلام ہم وارد نشدہ“ انتہی

[امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کافر کا ہر مسجد میں آنا درست ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سعادت نشان میں مہمان کو، اگرچہ وہ کافر ہی ہوتا ہے، مسجد میں ٹھہرایا جاتا تھا۔ چنانچہ وفد ثقیف اور دیگر وفود مسجد میں فروکش ہوتے تھے۔ نیز تواتر کے ساتھ یہ معلوم ہے کہ یہودی، نصرانی اور مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے اذن و اجازت طلب کیے بغیر مسجد میں آتے اور بیٹھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شامہ بن اہمال حنفی کو حالت کفر میں مسجد (نبوی) کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس متواتر سنت اور طریقے کو منسوخ کرنے والی کوئی چیز بھی وارد نہیں ہوئی ہے]

بدایہ میں مرقوم ہے کہ قبیلہ ثقیف کے جو سفیر آئے تھے اور وہ کفار تھے، ان کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد میں اتارا تھا۔ [8]

تفسیر ابوالسعود اور تفسیر مظہری و دیگر کتب معتبرہ میں مرقوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، جو مسلمان بھی نہ تھے، بلکہ عیسائی مذہب رکھتے تھے اور وہ لوگ مع افسر، جس کا نام عبدالمسح تھا، ساٹھ آدمی تھے۔ یہ سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ طیبہ میں مقام نجران سے سفیر

